FATAWA NAZIRIA – INTRODUCTION AND ANALYSIS

حافظ عبدالباسط عزیز*

Abstract:

The author of Fatawa Naziria is Mian Nazeer Hussain Dehlvi. He was born in district Mongir on 1220 AH (1850 AD). He died on Monday at Dust on Rajab 10,1320 AH (October 13, 1902 AD). Fatava Naziria is one of his masterpieces which was given shape of black and white by his pupils in 1913. He said 27 years before his demise that if the copies of my fatavas had been kept in record, they would have been equal to four Fatawa–Alamgiri. Fatava Naziria consist of three volumes(2010 edition). The first volume consist of 278 fatavas in which Kitab ul Eman wal Aqaid has Greatest 47 Fatavas and Kitab ut Taraveeh has lowest 4 fatavas. In second volume there are 379 fatavas from which 135 are from Kitab un Nikah and least of Kitabul Mazariba Walbizah are 2. In third volume there are 285 fatavas in which Kitab ut Talaq Walkhula has 57 and lowest fatava is in Kitab ul Mirage which is only one. The total amount of fatavas is 942. He opted different styles in reply of different questions for example: verses of Holy Quran, ahadith, Explanation of ahadith, fiqh, explanation of fiqh, contemporary books of fatavas, dictionaries and mysticism were used as sources of citation.

Key Words: fatawa nazeriah, muslim scholars of subcontinent, Fatawa literature

میاں نذیر حسین ؒ دہلوی کے مختصر حالات زندگی:

سورۃ الحجر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (1)
"یقیناً ہم نے ہی ذکر نازل کیا ہے اور ہم خود ہی اس کی نگہبانی کرنے والے ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ اس طرح پورا فرمایا کہ ہر صدی میں

*پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر،پنجاب یونیورسٹی ،لاہور، پاکستان
**اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر،پنجاب یونیورسٹی،لاہور، پاکستان

کچھ ایسی مثالی شخصیتیں پیدا فرماتا رہا کہ جنہوں نے زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہی دین اسلام کی ترویج و اشاعت کو بنائے رکھا، اور یوں ان اساطین علم کی گراں قدر خدمات سے اسلام دنیا کے ہر خطے میں پہنچ گیا۔ انہی اولوالعزم ہستیوں میں سے ایک ہستی شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلویؒ ہیں جنہوں نے ہندوستان کے شہر دہلی میں بساط علم بچھائی اور تقریباً 7 دہائیوں تک ہزاروں طالبانِ علم نےآپ سے کسبِ فیض کیا۔

میاں صاحب نذیر حسین دہلویؒ کا خاندان علم میں ممتاز تھا۔ اوردنیوی اعتبار سے بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ سید صاحب کے جدّ اعلیٰ سیداحمد شاہ جاجنیری، قطبُ الدین ایبک (603 تا 607ھ) کے زمانہ میں سلطنت ہندمیں وارد ہوئے،اسی دور میں صوبہ بہار کے راجہ اندرہ دون نا می کے خلاف فوج کشی میں مولانا نورالدین کی زیر قیادت ساٹھ ہزار کا لشکر جرار میں

ایک سریہ کے سپہ سالار یہی سید احمدشاہ جاجنیری تھے جنھوں نے فتح یابی کے بعد موضع ایکساری صوبہ بہار میں سکونت اختیار کرلیاسی جرنیل کی نسل سے سید جواد علی کے اجداد تھے جو موضع بلتھوا میں رہنے لگے جو سورج گڑھ (پرگنہ) (جو میاں صاحب کا وطن ہے)سے پانچ چھ میل کی مسافت پر واقع ہے-(2)

حضرت میاں صاحب کی ولادت 1220ھ (1805ء) میں موضع بلتھوا میں ہوئی جو ہندوستان کے صوبہ بہار کے ضلع مونگیر میں واقع ہے۔ حضرتؒ کا سلسلہ نسب چونتیسویں پشت میں بواسطہ حضرت حسینؓ، حضرت علیؓ سے اور پینتیسویں پشت میں بواسطہ حضرت فاطمة الزہراؓ رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔ حضرت میاں صاحب ننیہال اور دادیہال کی طرف سے نقوی حسینی سید ہیں۔ آپ کے والد کا اسم گرامی سید جواد علی تھا جو فارسی زبان میں بالخصوص مہارت رکھتے تھے-(3)

عہد طفولیت میں ان کا اصل مشغلہ کھیل کود، گھڑ سواری، جمناسٹک،دریا میں شناوری اور بھاگ دوڑ تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کی صحت بہت اچھی تھی، قویٰ مضبوط تھے، پندرہ سولہ سال کا ابتدائی زمانہ اسی طرح گزر گیا-(4)

تحصیل علم کی طرف رجحان اس طرح ہوا کہ میاں صاحب کے والد ماجد کی خدمت میں ایک پڑھا لکھا برہمن آیا کرتا تھا، ایک دن اس نے میاں صاحب سے کہا: ” میاں صاحب زادے؟ تم اتنے بڑے ہو گئے ہو اور پڑھنے لکھنے سے محروم ہو۔ تمہیں پتا نہیں کہ تمہارے خاندان کے تمام لوگ مولوی ہیں اور تم جاہل ہو-(5)

برہمن کی اس مختصر اور سیدھی بات نے دل پر اتنا اثر کیا کہ اسی آن دل طلب علم کی طرف مائل ہو گیا ،پہلے والد ماجد سے فارسی پڑھی جنہیں اس علم میں مہارت حاصل تھی۔ پھر عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔اس وقت وہ عمر عزیز کے سولھویں سال سے نکل کر سترھویں سال میں قدم رکھ رہے تھے-(6)

اسی اثنا میں رازداری کے وعدے پر اپنے ایک ہم عمر طالب علم بشیر الدین عرف امداد علی کےساتھ گھر سے نکلے اور کسی طرح مدینۃ العلم عظیم آباد (پٹنہ) جا پہنچے، کم و بیش چھ مہینے وہاں اقامت گزیں رہے۔ اس عرصے میں انہوں نے وہاں کے اساتذہ سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا اور کتب حدیث میں مشکوٰۃ شریف پڑھی-(7)

حضرت مولانا اسماعیل شہید دہلویؒ اور سید احمد شہیدؒ کے ساتھ پٹنہ (عظیم آباد) میں پندرہ روزہ صحبت اور وعظ کی برکت سے میاں صاحب کے دل میں دہلی جانے کا خیال پیدا ہوا۔ کیوں کہ اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی زندہ تھے اور دہلی میں تشریف فرما تھے بہر حال 1237ھ

(1822ء) میں میاں صاحب اپنے رفیق سفر امداد علی کی رفاقت میں دہلی کے لئے پٹنہ سے روانہ ہوئے ۔ وہاں سے چل کر غازی پور پہنچے تو چند روز وہاں قیام کیا اور مولوی احمد علی چڑیاکوٹی سے ابتدائی درسی کتابیں پڑھیں۔ غازی پور سے بنارس کا عزم کیا،بنارس سے الٰہ آباد میں دریائے جمنا کے کنارے ایک مسجد میں قیام کیا،پھر دائرہ شاہ محمد اجمل میں مولوی زین العابدین سےصرف و نحو کی کتابیں جن میں مراح الارواح، زنجانی، نقودالصرف، شرح ماتہ عامل، مصباح، ضریری اور ہدایۃالنحو وغیرہ شامل ہیں۔پھر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے مستفید ہونے کے نیت سے الٰہ آباد سے دہلی کو روانہ ہوئے۔ بالاخر 13 رجب 1243ھ مطابق 03- جنوری 1828ءکو بدھ کے دن دہلی پہنچے۔(8) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے 7۔ شوال 1239ھ کو ہفتے کے روز وفات پائی اور میاں صاحب ان کی وفات سے تین برس نو مہینے پانچ روز بعد دہلی پہنچے یعنی شدید تمنا کے باوجود حضرت شاہ صاحب کے حلقہ شاگرد میں شریک نہ ہو سکے۔ ان کی دہلی میں تشریف آوری کے وقت شاہ صاحب کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب ان کی مسند درس پر متمکن تھے ،محدود علمی قابلیت کی بنا پر مولانا عبدالخالق صاحب سے حصول علم کا سلسلہ شروع فرمایا اور کافیہ، قطبی، مختصر معانی، شرح و قایہ، نورالانور اور حسامی وغیرہ کتابیں مولانا ممدوح سے پڑھیں۔(9)

اساتذہ کرام میں مولانا شاہ محمد حسینؒ ،مولانا احمد علی چڑیا کوٹیؒ (متوفی 1272ھ)،مولوی سید زین العابدین،مولانا عبدالخالق محد ث دہلویؒ (م1845ھ)،مولانا اخوند شیر محمد قندھاری (متوفی:1257ھ)،حضرت مولانا جلال الدین الہروی،مولانا کرامت علی اسرائیلی(متوفی:1277ھ)،مولانا محمد بخش عُرف تربیت خاں،مولانا عبد القادر رامپوری،مولانا حکیم نیاز احمد سہسوانی، کے نام قابل ذکر ہیں۔(10)

جس زمانے میں میاں صاحب دہلی میں حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب سے کسب فیض کر رہے تھے، اسی زمانے میں ان کی شادی اپنے شفیق استاذ حضرت مولانا سید عبدالخالق صاحب (متولی مسجد اورنگ آبادی) کی صاحب زادی سے ہوئی۔ 1248ھ کے آغاز (1833 ء) میں میاں صاحب کی شادی ہوئی تھی اور اسی سال کے آخر میں نو دس مہینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا جس کا نام شریف حسین رکھا گیا۔(11)

میاں صاحب کے ہم سبق حضرات میں دہلی میں مولانا عبدالخالق صاحب اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ سے تحصیل علم کے وقت مولوی رحمت اللہ بیگ، مولوی عبداللہ سندھی، مولوی محمد گل کابلی، مولوی نور علی متوطن سسراون، حافظ محمد فاضل سورتی، حافظ حاجی محمد صحیح بخاری اورصحیح مسلم میں جناب میاں صاحب کے ہم سبق تھے۔ہدایہ کے سبق میں نواب قطب الدین

خاں مرحوم، مولوی بہاءالدین دکھنی، مولوی صفۃ اللہ پانی پتی، مولوی قاری حافظ کرم اللہ شریک تھے۔ (12)

میاں صاحب تمام علوم متداولہ میں عمیق نگاہ رکھتے تھے، قرآن و حدیث، فقہ و کلام، صرف و نحو، اصول حدیث اور اصولِ فقہ، ادب و انشاءمعانی و بیان، منطق و فلسفہ، حساب و ریاضی غرض جو علوم اس زمانے میں مروّج و متداول تھے، میاں صاحب کو ان سب میں عبور حاصل تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حفظ و اتقان کی بے پناہ دولت سے نوازا تھا، فقہ حنفیہ تو یوں سمجھئے کہ انھیں پوری طرح ازبر تھی اور کی تمام جزئیات ان کے خزانہ ذہن میں محفوظ تھیں،فتویٰ نویسی میں نہایت محتاط تھے، قرآن و حدیث اور ائمہ فقہ کے مستند حوالوں کی روشنی میں فتویٰ تحریر فرماتے تھے۔

تدریس علومِ حدیث میں خانوادہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے اصل وارث حضرت میاں سید نذیر حسینؒ ہی تھے،شوال 1258ھ میں حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب نے ہندوستان سے ہجرت فرمائی تو اس وقت دہلی میں بے شمار علمائے کرام موجود تھے، لیکن حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب کی مسند درس و افتا پر حضرت میاں سید نذیر حسینؒ ہی متمکن ہوئے۔ "میاں صاحب" کا لقب بھی بہ سلسلہ جانشینی ان سے منتقل ہوتا ہوا یہ لقب حضرت سید نذیر حسین صاحب تک پہنچا ۔(13)

میاں صاحب نے اپنے 62 سالہ زمانہ تدریس میں جو تلامذہ تیار کیے ان کے مزاج اور طریق کار میں عجیب تنوع نظر آتا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک نے اپنی استعداد کے مطابق مرحوم سے اثر لیا ۔حضرت میاں صاحب کے تلامذہ کی ایک جماعت تحریک جہاد سے وابستہ رہی ان میں حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری (م-1337ھ)، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی(م- 1336ھ) ،مولانا محمد ابراہیم آروی(م-1319ھ)وغیرہم سرفہرست ہیں،حضرت میاں صاحب کے کے تلامذہ کی ایک جماعت کا رجحان تدریس کی طرف تھا چنانچہ مولانا محمد بشیر سہسوانی (م-1326ھ)،مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری (م-1337ھ)،مولانا عبد الجبار عمرپوری (م-1334ھ)، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی (م-1334ھ) ،مولانا حافظ محمد لکھو ی(م-1311ھ)،مولانا عبدالرحیم غزنوی (م-1344ھ)،مولانا عبدالرحمان مبارکپوری (م-1353ھ)، مولانا ابو سعید شرف الدین دہلوی (م-1381ھ)، وغیرھم نے تدریس کے ذریعے کتاب و سنت اور علوم اسلامیہ کی نشرواشاعت کی حتی کی اس کے اثرات بڑے شہروں سے تجاوز کر کے قصبات اور دیہات تک پہنچ گئے،حضرت میاں صاحب کے کچھ تلامذہ تصنیف و تالیف کی طرف مائل ہو گئے،جن میں شمس الحق ڈیانوی(م-1329ھ)،مولانا عبدالرحمان مبارکپوری (م-1353ھ)، مولانا وحید الزمان حیدرآبادی (م-1338ھ)،مولانا ابو الحسن محمد سیالکوٹی (م-1325ھ)،مولانا محی الدین لاہوری (م-1312ھ)،مولانا عبدالحلیم شررلکھنوی (م-1345ھ)،مولانا سید

عبدالحی حسنی (م۔1341ھ)،مولانا ابو الوفاءثناءاللہ امرتسری (م۔1367ھ)،مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی (م۔1375ھ)وغیرہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں،بدعات اور باطل افکار و نظریا ت کی تردید میں نمایاں کردار ادا کرنے والے تلامذہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی (م۔1331ھ)،مولانا حافظ محمد لکھوی(م۔1311ھ)، مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی (م۔1338ھ)، مولانا عبیداللہ (م۔1310ھ)،مولانا ثناءاللہ امرتسری (م۔1367ھ)، اور مولانا محمد ابراہیم میرسیالکوٹی (م۔1375ھ)وغیرہم کے نام قابل ذکر ہیں۔جنھوں نے تصوف وسلوک سے آئی ہوئی بدعات کی تردید، نصرانیت ،آریہ سماج،قادیانیت،شیعیت،انکا ر حدیث ،نیچریت وغیرہ کا قلع قمع کر کے اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا۔

مولانا تلطف حسین فرماتے ہیں 10 رجب1320ھ (13 اکتوبر1902ء) کو دوشنبہ کے دن مغرب کی اذان ہوئی، میں نماز کے لیے مسجد چلا گیا، واپس لوٹا تو معلوم ہوا کہ علم و فضل کا یہ نیر درخشاں غروب ہوچکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ دوسرے دن سہ شنبہ کو نو بجے عید گاہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور قبرستان شیدی پورہ میں ان کے صاحب زادے مولانا شریف حسین کی قبر کے قریب اس عالم اجل کو دفن کیا گیا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہٗ وعافہ واعف عنہ(14) نماز جنازہ میاں صاحب کے پوتے سید عبد السلام نے پڑھائی۔(15)

میاں صاحب کے اکلوتے بیٹے مولانا سید شریف حسین تھے۔ جنھوں نے 6 جمادی الاخریٰ1304ھ (2مارچ1887ء) کو باپ کے سامنے وفات پائی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔(16)

میاں صاحب کے سوانح نگار نے عنوان ضمیمہ اول کے تحت میاں صاحب کی تصانیف کی فہرست دی ہے اور لکھاہےکہ میاں صاحب کی تصنیف و تالیف کی صحیح تعداد تو غالبا کوئی شخص نہیں بتا سکتا،وفات سے ستائیس برس پہلے انھوں نے فرمایا تھاکی اگر میرے کل فتاوٰی کی نقل رکھی جاتی تو چار فتاوٰی عالمگیری کے برابر ہوتیں، اس کے بعد خدا جانے اس ستائیس برس میں کس قدر فتوے لکھے۔تاہم سوانح نگار نے کچھ مطبوعہ تالیفات کے نام لکھے ہیں جن میں چھوٹے بڑے رسائل اور فتوے بھی شامل ہیں ۔

1۔ الایمان یزید وینقص،2۔جواز ہبہ مشاع،3۔ پیری مریدی،4۔ سماع و غنا و مزامیر،5۔ اذان ثالث،6۔ توثیق عبادہ بن صامت در قراءت فاتحہ خلف امام،7۔تراویح سنت موکدہ،8۔ تحقیق حدیث جابربن سمرہ در باب رفع الیدین،9۔تحقیق رجس انما الخمر والمیسر ۔۔الأیة،10۔ مولانا اسماعیل شہید اور سید احمد شہید علیہما الرحمة قابل تعظیم تھے،11۔ سبع ارضین،12۔لفظ ما کی تحقیق نسبت ما اھل لغیر اللہ،13۔ جمع بین الاختین کی تردید،14۔ جواب جانور منذور لغیر اللہ،15۔ مسئلہ استواء،16۔ تقویۃ الایمان(مصنفہ مولانا اسماعیل شہید)کی توثیق،17۔ دیہات میں جمعہ کی نماز،18۔تحقیق اشارہ ما تقول لہذا الرجل،19۔ سوال منکر نکیر،20۔ دیدار الٰہی بعین البصر اولیا ءاللہ اور دنیا می شودیانہ،21۔

طلاق مشروع،25۔ قراءت فاتحہ خلف الامام کی تحقیق بحوالہ محلیٰ شرح موطا شیخ سلام اللہ حنفی،22۔ چلتی ہوئی ریل گاڑی میں نماز،26۔ عمل حرمین حجتہ شرعیہ نہیں،23۔ نا جوازی عبادت شاقہ،27۔ حدیث اعلان نکاح من وجہ ضعیف،24۔تقسیم بدعات،28۔ ہنڈوی پر زکوٰۃ نہیں،29۔ تحقیق خروج بضعۃ 30۔ حرمت نفع بذریعہ قرض،31۔ انتقال مسجد،32۔ فضائل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ،33۔ مکہ معظمہ میں چار مصلے،34۔ مجلس میلا د اور قیام،35۔ مصرف مال زکوٰۃ،36۔ الشرط من الجانبین،37۔ حدیث شرط ابو داؤد،38۔ نیچری،39۔ قدم رسول 40۔ حدیث مصراط،41۔ اذااقیمت الصلٰوۃ،42۔ افضل البضاعۃ فی حقیقۃ الشفاعۃ،43۔ جواب چند مسائل مال تجارت زکوٰۃ شحم خنزیر وغیرہ،44۔قنوت نازلہ،45۔مسائل اربعہٍ،46۔دلیل محکم فی نفی اثرالقدم،47۔تعزیہ پرستی،48۔گیارہ سوالات کے جوابات،49۔زیور،50۔ثبوت الحق الحقیق،51۔واقعۃالفتوٰی،52۔دافعۃ البلوٰی (رد تقلید)،53۔واقعۃ الفتوٰی در بیان ادائے سنت فجر،54۔فلاح الولی باتباع النبی،55۔معیار الحق،56۔ قبالہ،۔۔۔(17)

فتاوٰی نذیریہ:

فتاوٰی نذیریہ میاں صاحب کے ان فتاوٰ ی پر مشتمل ہے جو میاں صاحب نے مختلف اوقات میں مختلف مسائل کے بارے میں دیے،میاں صاحب کے ان فتاوٰی کو پہلے پہل تحریر میں لائے جانے کا بندوبست نہیں تھا،اس حقیقت کے بارے میں میاں صاحب اپنی وفات سے 27 سال پہلے عندالتذکرہ فرمایا کہ اگر میرے سارے فتاوٰی کی نقل رکھی جاتی تو کم سے کم چار فتاوٰی عالمگیری کے برابرتو ہوتی مگر پہلے کسی نے اس کاخیال نہیں رکھا اب میاں شریف حسین اس کی نقل رکھنے لگے ہیں۔(18)

میاں صاحب کی زندگی میں ان فتاوٰی کو کتابی شکل نہ دی گئی ،بلکہ میاں صاحب کی وفات کے بعد 1913ءمیں فتاوٰ ی کو کتابی شکل دے کر فتاوٰی نذیری نام رکھا گیا۔(19)

حضرت میاں صاحب کے فتاوٰی بہترین علمی وتحقیقی نکات پر مشتمل ہیں۔یہ فتاوٰ ی آپ کے تین خاص تلامذہ صاحب عون المعبود فی شرح ابی داود، مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م۔1329ھ)،صاحب تحفۃالاحوذی فی شرح جامع ترمذی،مولانا عبدالرحمان مبارکپوری (م۔1353ھ) کی مساعی حسنہ اور صاحب تنقیح الرواۃ فی شرح مشکوۃ مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی (م۔1381ھ)کی تحقیق و مختصر تعلیقات کے ساتھ1333ھ/1913ءمیں دو جلدوں میں شائع ہوئے،یہ فتاوٰی کافی عرصہ سے نایاب تھے۔1390ھ میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی (م۔1387ھ)اور مولانا عطاءاللہ حنیف بھوجیانی(م۔1987ء)کی مساعی جمیلہ سے اہلحدیث اکادمی لاہور کے زیر اہتمام تین جلدوں میں شائع ہوئے، اسی طرح2010ءمیں اس کی تیسری اشاعت اہلحدیث اکادمی لاہور کے زیراہتمام شائع ہوئی۔

آخری دو ایڈیشن کی بہت سی خصوصیات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

- بعض مسائل متعلقہ ابواب کے سوا دوسرے ابواب میں ضمنا آگئے تھے،مثلا نماز کے بعض مسائل بیوع یا نکاح کے سوالات کے ساتھ مذکور ہوگئے تھے لیکن موجودہ اشاعت میں ان میں سے اکثر مسائل متعلقہ موضوع کے تحت لانے کی کوشش کی گئی ہے۔
- عربی اور فارسی عبارتوں کے اردو ترجمے حاشیے میں کردیے گئے ہیں۔
- اشاعت اول میں فہرست مضامین مختصر تھی ،موجودہ اشاعت میں تفصیل سے دی گئی ہے۔
- فتاوٰی میں جن مفتیان کرام اور تصدیق کنندہ حضرات کے اسمائے گرامی آئے ہیں،تیسری جلد کے آخر میں حروف تہجی کی ترتیب سے ان کی فہرست دے دی گئی ہے،یعنی فتاوٰ ی نذیریہ کی تین جلدوں کا مکمل اشاریہ بنادیاگیا ہے۔

فتاوٰی نذیریہ میں جن مسائل سے بحث کی گئی ہے ان کی تفصیل آئندہ سطور میں دی جارہی ہے۔

جلد اول :

کتاب الایمان والعقائد 47 فتاوٰی ،کتاب التقلید والاجتہاد 6 فتاوٰی ،کتاب الاعتصام بالسنۃ والاجتناب عن البدعۃ 39 فتاوٰی،کتاب العلم 7 فتاوٰی ، کتاب الطہارۃ 9فتاوٰی ،کتاب المساجد29 فتاوٰی ، کتاب الصلوۃ 28 فتاوٰی، کتاب الجمعہ 13 فتاوٰی ، کتاب العیدین 6فتاوٰی ، کتاب التراویح 4 فتاوٰی ، کتاب الجنائز 29 فتاوٰی ، کتاب ایصال ثواب الی الموتٰی 7 فتاوٰی (میزان: 278فتاوٰی) (20)

جلد دوم :

کتا ب الاذکار والدعوات والقراءۃ 17 فتاوٰی ، کتاب التوبۃ5 فتاوٰی ، کتاب الزکٰو ۃ والصدقات 16 فتاوٰی ، کتاب الصیام6 فتاوٰی ، کتاب صدقۃالفطر 3 فتاوٰی ، کتاب الحج وزیارۃ المدینۃ 7 فتاوٰ ی ، کتاب البیوع 30 فتاوٰی ، کتاب الربٰو 51 فتاوٰی ، کتاب الاجارۃ 23 فتاوٰی ،کتاب المضاربۃ والبضاعۃ 2 فتاوٰی ، کتاب الشفعۃ 6 فتاوٰی ، کتاب المزارعۃ 3 فتاوٰی ، کتاب الشرکۃ 6 فتاوٰی ، کتاب الودیعۃ 4 فتاوٰی ، کتاب الرھن 7 فتاوٰی ، کتاب الھبۃ 30 فتاوٰی ، کتاب الشروط 2 فتاوٰی ، کتاب الو قف 16 فتاوٰی ، کتاب الحقوق والدعوٰی والاقرار 8 فتاوٰی ، کتاب القضاۃ 3 فتاوٰی ،کتاب الشہادۃ 2 فتاوٰی، کتاب الصلح 2 فتاوٰی ، کتاب النکاح 135 فتاوٰی ، کتاب المفقود10 فتاوٰی ، کتاب المہر 19 فتاوٰی (میزان : 379)(21)

جلد سوم :

کتاب الوسمیۃ 5 فتاوٰی ، کتاب الطلاق والخلع 57 فتاوٰی ، کتاب الظہار 3 فتاوٰی ، کتاب النفقات 9 فتاوٰی ، کتاب الحضانۃ والنسب 17 فتاوٰی ، کتاب الرضاع 24 فتاوٰی ، کتاب المحرمات19 فتاوٰی ، کتاب الستر والحجاب وبیان العورات 3 فتاوٰی ، کتاب الایمان والنذور 11 فتاوٰی ، کتاب الفرائض والوصایا 37 فتاوٰ ی ، کتاب

الاضحیۃ والعقیقۃ 41فتاوٰی ، کتاب الامارۃ والجہاد 3 فتاوٰی ، کتاب الحدود والتعذیر 5 فتاوٰی ، کتاب النظر والاباحۃ21 فتاوٰی ، کتاب الاطعمۃوالصید والذبائح20 فتاوٰی، کتاب اللباس والزینۃ 19 فتاوٰی ،کتاب الطب 5 فتاوٰی ، کتاب الادب 7 فتاوٰی ، کتاب البر والصلۃ 3 فتاوٰی ، کتاب مناقب الصحابۃ رضی اللہ عنہم 5 فتاوٰ ی، کتاب ذکر الانبیاءو بدءالخلق 6 فتاوٰی، کتاب المعراج 1 فتوٰی (میزان:285فتاوٰی)([22]) (کل میزان942 فتاوٰی)

فتاوی نذیریہ میں استدلال واستشہاد کے اسالیب:

فتاوی نذیریہ میں مفتی صاحب ؒ نے صورت مستفسرہ کی صراحت میں کئی انداز اورطریقے اختیار فرمائے ، مثلاً قرآن مجید کی آیات ،احادیث ، شروح حدیث ،فقہ ،شروح فقہ ،معاصر کتب فتاوی،کتب لغت وتصوف کی عبارات سے استفادہ نقل کیا اور کئی اسالیب اپناتے ہوئے مسائل کے جوابات نقل فرمائے ،جن میں سے چند اسالیب اختصار کے ساتھ حسب ذیل سطور میں پیش کیے جاتےہیں۔

قرآن کریم کی آیات سے اجتہادو استنباط کا اسلوب:

قرآن کریم کی آیات مطہرہ سے استدلال کرتے ہوئے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے کئی اسالیب اختیار فرمائے مثلاً صورت مسئولہ میں مسطور کسی امر کے وجود سے ہی عقلاً ونقلاً صراحت کے ضمن میں قرآنی آیات سے بطوردلیل استفادہ، نبی علیہ السلام کے عمل سے استفادہ نقل کرنے کیلئے قرآنی آیات سے استفادہ،عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور ، قرآن کریم کی آیات سے اجتہاد واستنباط کے ذریعے اعتراض کو بے اصل قراردینے کا اسلوب،مضمون کے اعتبارسے واضح آیات سے استدلال، پوری آیت ذکر کرنے کی بجائے بقدر حاجت آیت کے کچھ حصہ سے استفادہ ، کچھ آیات سے براہ راست اجتہاد و استنباط اور کچھ آیات سے بالواسطہ اجتہاد کرنے کااسلوب،باطل اور مذموم عقائد کی شناعت اور غیر مشروعیت پرقرآن کریم کی آیات سے اجتہادہ استنباط کا اسلوب،وغیرہ جیسے اسالیب سے اختیار کرکے قرآن کریم کی آیات سے استفادہ قلمبند کیا ہے۔جن میں سے چند اہم اسالیب کی مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

1. مسئلہ کی صراحت میں جلیل القدر پیغمبر علیہ السلام کے عمل سے بڑی دلیل کے طور پر استفادہ کیلئے قرآنی آیات سے استدلال کااسلوب :جیساکہ فتوی "ایمان میں کمی بیشی کا مسئلہ" میں صاحب فتوی علیہ الرحمۃ نے نفس ایمان میں کمی بیشی کی سب سے بڑی دلیل کے طور پر ابراہیم ؑ کے واقعہ والی آیت سے استدلال کیا جس میں ابراہیم ؑ نے عرض کیا تھا کہ:

﴿رب ارنی کیف تحی الموتٰی قال اولم تومن قال بلٰی ولٰکن لیطمئن قلبی﴾ ([23])

" جب ابراہیم نے کہا تھا کہ " میرے مالک ! مجھے دکھا دے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے ۔ فرمایا: " کیا تو ایمان نہیں رکھتا ؟ " اس نے عرض کیا " ایمان تو رکھتا ہوں ، مگر دل کا اطمینان درکار ہے۔"

2. صورت مسئولہ میں عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور ،اعتراض کے رفع کیلئے ، قرآن کریم کی آیات سے اجتھاد واستنباط کے ذریعے رقم کرکے، اعتراض کو بے اصل قراردینے کا اسلوب : جیساکہ مسئلہ" ہر مخلوق اللہ تعالی کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل " میں حسب ذیل دو آیات اسی اسلوب کی مثال ہیں:

i. سورۃ المائدہ سے حسب ذیل آیت سے استدلال کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ عقلمند لوگ جانتے ہیں کہ مسیح اور ان کی والدہ تو برباد کردینے کے لائق نہیں لیکن ان مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کیلئے ایسا فرمایا گیا ہے:

﴿لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھوالمسیح ابن مریم قل فمن یملک لکم من اللہ شیاان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا﴾(24)

ii. سورۃ المائدہ میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع المک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر﴾ (25)

3. محدث دہلویؒ نےقرآن کریم کی مضمون کے اعتبارسے واضح آیات سے استدلال کا اسلوب بھی اپنایا ہے، جیساکہ:

- فتوی" شیخ عبدالقادرجیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ کرنا" میں اسی اسلوب کی روشنی میں آیات سے استدلال کیاگیاہے۔

i. سورۃ النمل میں ارشاد ربانی ہے:

﴿قل لایعلم من فی السماوات والارض الغیب الااللہ﴾ (26)

ہاں وہ اگر کسی کو مطلع کردے تو ہو جاتی ہے۔

ii. آنحضرت باوجود اس کے تمام مخلوقات سے اشرف وافضل اور سیدالاولین والاخرین ہیں،پھر بھی اللہ تعالی نے آپ کو ان الفاظ میں تعلیم فرمائی ہے،سورۃ الاعراف میں حکم خداوندی ہے:

﴿قل لااملک لنفسی نفعا ولاضراالاماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثر ت من الخیرومامسنی السوء ان انا الانذیر وبشیر لقوم یومنون﴾ (27)

4. مذموم فعل کی تردید اورغیر مشروع قراردے کر عوام الناس کو اس میں مضمر برائیوں کے سبب قرآ نی آیات سے استدلال کی روشنی میں احتراز کی ہدایت کا اسلوب :جیساکہ فتوی " غیر شرعی میلہ میں مسلمانوں کی شرکت کا مسئلہ" میں اسی اسلوب کی روشنی میں آیات درج کی گئی ہیں۔

i. سورۃ انعام میں فرمان الہی ہے: ﴿فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین﴾ (28)

ii. سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے۔﴿تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾ (29)

5. مفتی صاحب ؒ کے بقول باطل ،جاہلانہ اور مذموم عقائد کی شناعت اور غیر مشروعیت پرقرآن کریم کی آیات سے اجتہادو استنباط کا اسلوب ،جیساکہ:

- فتوی "مزارات اولیاء پر بامید صحتیابی یا دفع خبائث کے چلہ کرنا" میں حسب ذیل آیا ت سے مذموم عقائد کی توبیخ اور تردید کی گئی ہے۔

i. سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان﴾ (30)

ii. سورۃ النمل میں فرمان رب العالمین ہے۔﴿امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء﴾ (31)

علاوہ ازیں دیگر اسالیب بھی اختیار فرمائے ہیں،جن کی فہرست شروع میں دے دی گئی ہے ۔

تفاسیر سے استدل و استشہاد کا اسلوب:

تفاسیر قرآنیہ سے کے اقتباسات سے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے بطور استدلال اور بطور استشہاداستفادہ کرتے ہوئے کئی اسالیب اختیا ر کیے ہیں ،تفاسیر قرآنیہ سے اقتباسات لیتے ہوئے معروف و متداول تفاسیر کو ترجیح دی ہے،جن تفاسیر سے زیادہ تر استفادہ کیا ہے ،ان میں تفسیر کبیر ،تفسیر جلالین ،تفسیر عزیزی ،تفسیر بیضادی ،تفسیر النیسابوی،تفسیر مدارک ،تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر ابو السعود نمایا ں ہیں۔ آئندہ سطور میں تفاسیر قرآنیہ سے استفادہ کے مختلف اسالیب میں سے چند بطور مثال رقم کیے جاتے ہیں ۔

1. پوری آیت یا آیت کے کسی حصہ کی محکم ومستحکم دلائل سے توضیح وتشریح کا اسلوب :

جیسا کہ حسب ذیل اقتباس شاہد ہے ۔

تفسیر کبیر سے سورہ یونس کی آیت ﴿ویعبدون من دون اللہ مالا ینفعھم ولایضرھم ویقولون ھولاء شفعاء نا عنداللہ﴾کی تفسیر نقل کی ہے کہ:

"أَنَّهُمْ وَضَعُوا هَذِهِ الْأَصْنَامَ وَالْأَوْثَانَ عَلَى صُوَرِ أَنْبِيَائِهِمْ وَأَكَابِرِهِمْ، وَزَعَمُوا أَنَّهُمْ مَتَى اشْتَغَلُوا بِعِبَادَةِ هَذِهِ التَّمَاثِيلِ، فَإِنَّ أُولَئِكَ الْأَكَابِرَ تَكُونُ شُفَعَاءَ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى"(32)

2. تفاسیر سے الفاظ قرآنی کی لغوی تشریح : جیساکہ

﴿ان کل من فی السماوات والارض الا اتی الرحمان عبدا﴾ (33) میں مذکور لفظ عبدا کی وضاحت میں تفسیر کبیر،تفسیرمعالم التنزیل ،تفسیر جلالین اور تفسیر مدارک سے لغوی تشریح نقل کی ہے ۔

i. معالم التنزیل فی تفسیر القرآن میں ہےکہ: "ذلیلا خاضعا" (34)

ii. تفسیر مدارک میں اس کا معنی یوں بیان کیا گیاہے کہ:"خاضعا ذلیلا منقادا" (35)

3. صورت مسئولہ میں عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور کا مشہور تفاسیر سے ثبوت:جیساکہ محدث دہلوی ؒنے سائل کے نزدیک سید اسماعیل شہید ؒ کی عبارت معترضہ"مخلوق اللہ تعالی کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے" جیسی ہم معنی سطور کاارباب علم ودانش و حل وعقد کے ہاں مشہور تفاسیرسے ثابت کیا کہ یہ سطورقابل اعتراض نہیں بلکہ ارباب علم ودانش کے ہاں یہی صحیح عقیدہ ہے ، مثالیں درج ذیل ہیں ۔

i. تفسیربیضاوی میں ہے

"مالمسیح ابن مریم الارسول وامه صدیقه کسائر النساء اللاتي یلازمن الصدق، أو یصدقن الأنبیاء علیهم الصلاة والسلام. كَانَا يَأْكُلانِ الطَّعامَ ويفتقران إليه افتقار الحيوانات،"(36)

ii. تفسیر جلالین میں ہے: "كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَام} كَغَيْرِهِمَا مِنْ النَّاس" (37)

اب صاحب بیضاوی اورجلالین کی عبارت پر غور کریں وہ حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ کوحیوانوں کی طرح محتاج قرار دے رہے ہیں۔نعوذ باللہ ان کامقصد ان کی توہین کرنانہیں بلکہ ان کی محتاجی بیا ن کرنا مقصود ہے۔راقم الفتوی(38)

4. کسی مسئلہ کی وضاحت میں سلف صالحین کا اجماع نقل کرنے کیلئے بھی تفسیر کے اقتباس سے استفادہ فرمایا ہے۔

اگر حدیث"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ،"(39) سے ذکر کر جہر اور خفی دونوں کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے ،تو سلف صالحین ذکر جہر کی کراہت کے قائل نہ ہو تے حالانکہ تفسیر مظہری میں ذکر جہر کی کراہت پر اجماع نقل کیا گیا ہے۔

"اجمع العلماء على ان الذكر سرا هو الأفضل والجهر بالذكر بدعة الا فى مواضع مخصوصة مسّت الحاجة فيها الى الجهر به كالاذان والاقامة وتكبيرات التشريق وتكبيرات الانتقال فى الصلاة للامام والتسبيح للمقتدى إذا ناب نائبة والتلبية فى الحج ونحو ذلك"(40)

5. آیت کے چیدہ چیدہ اہم الفاظ کی توضیح کیلئے بھی تفسیر ی اقتباس نقل کیاہے،

جیساکہ آیت کریمہ ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ﴾(41) میں سے اعدوا اور من قوۃ کی تفسیر نقل فرمائی ہےاور اس کیلئے امام بغوی کا درج ذیل اقتباس درج کیا ہے:

الْإِعْدَادُ: اتِّخَاذُ الشَّيْءِ لِوَقْتِ الْحَاجَةِ. مِنْ قُوَّةٍ، أَيْ: مِنَ الْآلَاتِ الَّتِي تَكُونُ لَكُمْ قُوَّةً عَلَيْهِمْ مِنَ الْخَيْلِ وَالسِّلَاحِ. (42)

6. مفتی صاحب ؒ کے نزدیک باطل اور مذموم عقائد کی نفی میں تفسیر کے اقتباس سے شان نزول بیان کرکے تردید کا اسلوب ۔

جیساکہ محدث دہلویؒ نے آیت کریمہ "قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا..." کاتفسیر نیشاپوری سے شان نزول بیان کرکے عقیدہ " شیخ عبدالقادرجیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ کرنا " کی نفی کی ہے:

"قال الكلبي: إن أهل مكة قالوا: يا محمد ألا يخبرك ربك بالسعر الرخيص قبل أن يغلو فتشتري فتربح، وبالأرض التي يريد أن تجدب فترتحل عنها إلى ما قد أخصب، فأنزل الله هذه الآية."(43)

علاوہ ازیں تفاسیر سے استفادہ میں دیگر اسالیب بھی ہیں جیساکہ مذموم فعل میں مضمر برائیوں کی غیر مشروعیت پر آیت میں ناطق لفظ کی مختلف قراتوں کے ذریعے وضاحت کا اسلوب،عقلی ونقلی دونوں اعتبار سے تفسیر ی اقتباس سے صورت مسئولہ کے کسی پہلو کی وضاحت،آیات قرآنیہ میں مرقوم مختلف طبقات کی وضاحت میں تفسیرسے استفادہ کا اسلوب ، آیت کریمہ میں مرقوم معروف لفظ کی اصطلاحی و شرعی تعریف، تفسیر کے اقتباس سے نقل کرنے کا اسلوب ،مفتی صاحب ؒ کے ہاں معاشرے میں مروج فرسودہ اور غلط رسوم ورواج اور عقل وتفکر کےدریچوں پر قفل لگانے جیسے غلط تصورات و تفکرات کی بیخ کنی کیلئے تفاسیر کے اقتباسات سے استفادہ ،مسئلہ کی وضاحت میں عقلی استدلال،و توجیہات کا اسلوب بھی تفاسیرسے اخذ اقتباس میں نمایاں طور پر موجود ہے،تفاسیر سے مفتی صاحب ؒ کے ہاں باطل عقیدے کی نفی اور تردید و توبیخ کے اعتبار سے بھی مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے استفادہ کیا ہے،غیر فطری امور ،نفس کشی اور رہبانیت کی مذمت میں بھی تفسیر سے استفادہ کا اسلوب اپنایا گیاہے،مذموم فعل میں مضمر برائیوں کی غیر مشروعیت پر تفاسیر سے استفادہ کا اسلوب ،آیت قرآنیہ کے کسی حصہ کی درست تفہیم کیلئے بھی تفاسیر کے اقتباس سے استفادہ کیا ہے، وغیرہ نمایاں اسالیب ہیں۔

احادیث رسول سے استدلا ل کا اسلوب:

میاں صاحبؒ نے احادیث رسول سے صورت مسئولہ کی وضاحت میں براہ راست استنباط فرمایا،اور کئی مستند احادیث ذکر فرمائی ہیں۔احادیث سے استنباط کے مختلف اسالیب ہیں ،کہیں بطور استدلال ،کہیں بطور استشہاد،اور کہیں احادیث کا اصل مراجع کے ساتھ ذکر،کہیں حدیث پر حکم بھی لگایاہے ،کہیں مختصر حدیث اور کہیں مکمل طویل حدیث، کہیں مروجہ رسوم باطلہ کا رد اور کہیں ایک ہی حدیث کاکئی راویوں کے ساتھ ذکرجیسے مختلف اسالیب اختیار فرمائے ہیں، آئندہ کی سطور میں احادیث سے استفادہ کے مختلف اسالیب کو مثالوں کے ساتھ مزین کرکے تحریر کیا جارہاہے۔

1. مفتی صاحب ؒ نے مسئلہ کی تبیین میں بعض دفعہ نہایت واضح اور بعض دفعہ غیر واضح احادیث سے استدلال کا اسلوب اپنایا ہے ، ، جیساکہ" ایمان میں کمی بیشی کا مسئلہ" میں یہ اسلوب کئی مواقع پر موجود ہے -(44)

i. الاداب للبیقہی اور معجم ابن الاعرابی میں مرقوم حدیث میں مذکور لفظ" نصف " سے صراحت کرتے ہوئے لکھا ہےکہ ایمان میں کمی بیشی یقینی ہے: "الصبر نصف الایمان"(45)

ii. مسئلہ " تارک نماز کافر ہے یا نہیں؟" میں یہ اسلوب موجود ہے،(46)جیساکہ اس مسئلہ کی وضاحت میں صاحب فتوی نے درج ذیل حدیث سے ثابت کیاکہ اعمال صالحہ ایمان کاجزو نہیں بلکہ خارج ہیں۔لہٰذا تارک نماز کوکافر نہیں کہا جاسکتاصحیح بخاری میں حضرت عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہےکہ:

"عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ الجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ العَمَلِ»" (47)

2. حدیث کے ایک ہی متن کو کئی راویوں سے بیان کرنے کا اسلوب ،جیساکہ مسئلہ "عالم برزخ میں آپ ﷺ کو امت کے حالات کی خبر ہوتی ہے یا نہیں " میں حسب ذیل حدیث سے استفادہ اسی اسلوب کے تحت ہے -(48)

"عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیردن علی ناس من اصحابی الحوض حتی عرفتھم اختلجو ا دونی فاقول اصحابی فیقول انک لاتدری ما احدثوابعدک"(49)

یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ ،حضرت حذیفہؓ ،حضرت سہل بن سعدؓ،حضرت عبداللہ بن عباسؓ ،حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ،حضرت ابن المسیبؓ ،اسماء بنت ابی بکرؓ ،سعید بن جبیرؓ سے بھی مروی ہے کسی میں تفصیل ہے اور کسی میں اجمال-(50)

اکثر اوقات پوری حدیث رقم کرنے کی بجائے حدیث کا ایک حصہ بطور استدلال پیش کیا ہے،جیساکہ مسئلہ " اولیاء اللہ کا اللہ تعالیٰ کو بغیر تاویل کے ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کا مسئلہ" میں یہ اسلوب موجود ہے -(51)

صحیح بخاری میں حضرت جریر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی حدیث مکمل جو کہ لمبی حدیث ہے ،درج کرنے کی بجائے صرف یہ حصہ فتوی میں مسطور ہےکہ : " سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ"(52)

7. احادیث صحیحہ سے استدلال کرتےہوئے اکثر اوقات مراجع کا ذکر بھی ساتھ ہی کردیاہے،جیساکہ "پروردگار عالم کو حاکم دنیوی سے تشبیہ

دینے کے مسئلہ میں " سنن ترمذی کی تین احادیث (53)ذکر کرنے کےبعد باقاعدہ مراجع کا ذکر مرقوم ہے۔(54)

3. احادیث سے استدلال کرتےہوئے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے اس بات کاالتزام کیاہےکہ کتب صحیحہ سے بالخصوص بخاری ومسلم سے سے احادیث نقل کی جائیں،جیساکہ مسئلہ " عبادات شاقہ اور نفس کشی ثواب کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے یا رسول اللہ کی اتباع ؟"کے مکمل فتوی میں صرف صحیح بخاری سے احادیث لانے کا التزام کیاہے،جوکہ محدث دہلویؒ کا امتیازی خاصہ بھی ہے۔ (55)

4. مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے بعض اوقات اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل والی احادیث پیش کرکے مسئلہ کی تبیین فرمائی ہے۔

جیساکہ"عبادت شاقہ اور نفس کشی ثواب کے لحاظ سے بہتر ہے یا رسول اللہ کی اتباع "کے مسئلہ میں حسب ذیل حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا اور اور حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث رقم کی گئی ہے۔(56)

i. صحیح بخاری میں حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہ کی عبادت شاقہ کی حالت اس طرح بیا ن کی گئی ہے:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: «مَا هَذَا الحَبْلُ؟» قَالُوا: هَذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ." (57)

ii. صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی حدیث میں تین اصحاب کے عمل کی صراحت مرقوم ہے (58)

علاوہ ازیں "نفل نماز کے پیچھے فرض کی ادائیگی "کے مسئلہ میں حضرت معاذرضی اللہ تعالی عنہ کا درج ذیل عمل مسطور ہے۔

متفق علیہ حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: "«كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ، فَيُصَلِّي بِهِمْ"(59)

5. مذموم فعل کی تردید اورانھیں غیر مشروع قراردے کر عوام الناس کو اس میں مضمر برائیوں اور احادیث کے منافی ہونے کے سبب احتراز کی ہدایت کا اسلوب :جیساکہ"غیر شرعی میلہ میں مسلمانوں کی شرکت کے مسئلہ" میں درج ذیل احادیث اسی اسلوب کی مثالیں ہیں۔(60)

i. امام طبرانی نے المعجم الکبیر للطبرانی میں نقل کیا ہے۔

"مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَغَضَبُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا"(61)

ii. آنحضرت نے مزید فرمایا: من تشبه بقوم فہو منہم "(62)

6. بعض دفعہ کسی مسئلہ کی وضاحت اور تبیین میں آنحضرت کے عمل سے متعلق احادیث نقل فرمائی ہیں ۔
7. صورت مسئولہ پر عدم جواز کےقائلین کے دلائل کے تذکرہ میں احادیث سے استفادہ کا اسلوب: جیساکہ "فجر کی نماز کھڑی ہو جائے تو اسی مسجد میں سنتوں کا ادا کرنا" کے مسئلہ میں عدم جواز کے قائلین کے دلائل رقم کرنے کیلئے یہ اسلوب اپنایاہے-(63)
8. باطل فرق کے رد میں بھی احادیث سے استدلال کا اسلوب مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے اختیا ر فرمایاہے جیساکہ"تارک نماز کافر ہے یا نہیں؟" کے مسئلہ میں معتزلہ اور خوارج کے رد میں جو مرتکب کبیرہ کو کا فر کہتے ہیں ،سنن ابی داؤد کی درج ذیل حدیث پیش کی ہے:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " ثَلَاثٌ مِنْ أَصْلِ الْإِيمَانِ: الْكَفُّ عَمَّنْ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا نُكَفِّرُهُ بِذَنْبٍ، وَلَا نُخْرِجُهُ مِنَ الْإِسْلَامِ بِعَمَلٍ"،الی آخر-" (64)

9. کسی مسئلہ میں مجوزین یعنی قائلین کے دلائل ذکر کرنے میں احادیث سے استفادہ کا اسلوب ،جیساکہ "تارک نماز کافر ہے یا نہیں؟" کے مسئلہ میں یہ اسلوب ذکر کیاگیاہے -(65)
10. احادیث صحیحہ سے استدلا ل جنھیں مروی عنہ اور اصل مراجع کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے احادیث مع حکم درج کرنے کا اسلوب: رکوع سے اٹھنے کے بعد رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ پڑھنا اوربین السجدتین اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي واهدنی وعافنی الخ پڑھنا کے مسئلہ میں یہی اسلوب کارفرماہے -(66)تداوی بالخمر جائز ہے کہ نہیں؟ کے مسئلہ میں حدیث کی سند پربھی حکم بھی لگایا ہے"(67)
11. رفع اشتباہ کیلئے حدیث سے بطور استدلال استفادہ کا اسلوب ،درج ذیل مثالوں میں یہی اسلوب کارفرماہے-(68)

مثلاًامام وقت میں کن شرائط کا ہونا ضروری ہے ؟ میں سے شرط اول کہ" وہ قریشی ہویعنی قریش میں سے ہو"کی دلائل سے وضاحت کے بعد ظاہرًا معارض حدیث کی وضاحت بھی فرمادی جس سے شبہ ہوتا تھا کہ قریشی کے علاوہ بھی کوئی امیر بن سکتا ،یعنی رفع شبہ کا اسلوب اپنایا ہے،حدیث درج ذیل ہے-

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ (69)

مفتی صاحب فرماتےہیں کہ: یہاں حاکم سے مراد عامل ہے کہ جس کو امام وقت کسی شہر یا کسی گاؤں یا کسی لشکر پر مقررکردے ،امام وقت مراد نہیں ہے کیونکہ لفظ حدیث میں ان استعمل ہے جس کا ترجمہ ہے عامل بنا دیا جائے اور عامل امام وقت کو نہیں کہتے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ امامت قریش

کے ساتھ خاص ہے تو ضروری ہو ا کہ اس سے وہ عامل مراد لیا جائے جسے اما م وقت مقرر کرے۔(70)

12.صحیح بخاری کے تراجم الابواب سے بھی استفادہ کیاہے ۔

مسئلہ" صدقہ علانیہ یا خفیہ " میں وضاحت کے طور پر تراجم الابواب سے استفادہ مرقوم ہے۔(71)

مسئلہ"بیع الوفاء " میں بھی صحیح بخاری کے تراجم الابواب سے استفادہ فرمایاہے۔(72)

مسئلہ"احکام ہبہ" میں یہ اسلوب موجود ہے ۔(73)

13.کسی مسئلہ کی شرائط کی وضاحت میں احادیث رسول کے اقتباسات سے بطور استدلال استفادہ کا اسلوب :جیساکہ امام وقت کیلئے شرائط "شرط اول یہ ہےکہ وہ قریشی ہویعنی قریش میں سے ہو۔دوسری شرط یہ ہے کہ وہ زند ہ اور حاضر ہواور عاقل ہو،مردہ غائب قابل امامت کے نہیں ہے ،تیسری شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے اور کسی امام کے ہاتھ پر مومنین نے بیعت نہ کی ہواور وہ امام اول اب تک زندہ ہو، اورچوتھی شرط یہ ہے کہ مومن اور دیندار ہو۔ " (74) کی وضاحت کیلئے احادیث سے بطور استدلال استفادہ کیا ہے۔

14. مکمل فتوی کہ" تداوی بالخمر جائز ہے یا نہیں ؟" میں صر ف احادیث سے استدلال کیاگیاہے ،کسی اوراقتباس سے استفادہ مرقوم نہیں ہے۔(75)

15.احادیث کی اصح ترین کتب سے ترجیحاً استفادہ کیاگیاہے،جیساکہ مسئلہ "عالم برزخ میں آنحضرت کی امت کے حالات کی خبر ہوتی ہے یا نہیں ۔" میں یہ اسلوب موجود ہے۔جس میں متفق علیہ کتب احادیث ، بخاری ومسلم سے خوب استفادہ کرکے ترجیحاً احادیث کو ذکرکیا ہے،احادیث کی دیگر کتب سے بھی احادیث پیش کی ہیں لیکن نمایاں حصہ بخاری ومسلم کا ہے۔(76)

فتوی " عورتوں کیلئے سونے کا زیور پہننا" کے مسئلہ میں ترجیحاً پہلے صحیحین کی روایات درج کی گئی ہیں اور پھر دیگرکتب احادیث صحیحہ سے،روایات سے استفادہ کیاہے۔(77)

اس کے علاوہ دیگر اسالیب بھی احادیث سے استفادہ کے ضمن میں اختیار فرمائے ،اختصار کے طور پرصرف چندکا ذکر کیا گیا ہے ۔

شروح حدیث کے اقتباسات سےبطور استدلال واستشہاد حسب ضرورت خوشہ چینی فرمائی اور کئی اقتباسات سے مختلف مواقع پر مختلف انداز سے استفادہ فرمایا، شروح حدیث کی جس عبارت سے استفادہ کیا اس کے مراجع ذکر کرنے کا بھی اکثر مواقع پر بندوبست فرمایا،بلکہ بعض دفعہ تفصیلی مراجع جس میں جلد ،صفحہ اور مطبع کا بھی ذکر کرنے کا اہتمام فرمایا،احادیث کی صحت پر سند کے اعتبارسے حکم لگانے کا اسلوب،آیات اور احادیث میں کسی لفظ کی

لغوی وضاحت ، آیات قرآنیہ کی تفسیر کا اسلوب،کسی مسئلہ میں جمہور علماء کا موقف بیان کرنا،سلف صالحین اورباطل فرق میں تقابل،عقلی و منطقی اعتبار سے کسی مسئلہ پر لگے اعتراضات کی وضاحت، صور ت مسئولہ میں مسطور عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور کا شروح احادیث سے ذکر،حدیث کا مختصر مفہوم اپنے الفاظ میں قلمبند کرکےشروح احادیث سے وضاحت،مروجہ باطل اورمذموم عقائد کی نفی اور تردیداور رفع اشتباہ کیلئے شروح احادیث کے اقتباسات سے استفادہ وغیرہ جیسے اسالیب نمایاں ہیں ۔

کتب فقہ اور شروح فقہ کے اقتباسات سے دو طرح سے استفادہ کیاہے،بعض اوقات بطور استدلال اور بعض دفعہ بطور استشھاد ،لیکن ان دونوں طریقوں سے استفادہ میں کئی اسالیب اختیا ر فرمائے ہیں۔ مثلاًمسئلہ کی صراحت میں اہل سنت والجماعت کا اجماع نقل کرنے کیلئے فقہی اقتباسات سے استفادہ،صورت مسئولہ میں مرقوم عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور ،معترض کا اعتراض رفع کرنے کیلئے، کتب فقہ کے اقتباسات سے ذکر کرنے کا اسلوب،کتب فقہ کے اقتباسات سے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں وضاحت کرکےباطل اور مذموم عقیدے کی نفی ،مفتی صاحب ؒکے نزدیک مذموم اور باطل عقائد مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانی یا دوسرے بزرگوں کے نام کا وظیفہ کرنا " کے حاملین کیلئے فقہاء ومجتھدین کا حکم کو درج کیاہے، صورت مسئولہ میں منقول فعل کے بطلان اور غیر مشروعیت میں مشہور امام فقہ کے دوٹوک قول سے بھی استفادہ فرمایاہے،فقہی اقتباسات سے احادیث کی وضاحت فرمانے کااسلوب ،عہد جدید میں پیش آمدہ مسئلہ کی بابت عہد قدیم میں موجوداس سے ملتی جلتی اشیاء پرمنطبق کرکے جواب دینے کا اسلوب ،صورت مسئولہ میں مسطور شبہات ،کے ازالےاور نقلاً وعقلاً مسئلہ کی تردید کا اسلوب،مسئلہ میں قائلین و مجوزین کے دلائل کی درست تفہیم اور تردید کا اسلوب،غیر مسنون فعل کو مشروع قرار دینے پر تنبیہ کا اسلوب،شروح الفقہ کے اقتباس سے استدلال کرتے ہوئے بین المذاہب ہم آہنگی کا اسلوب یعنی بوقت ضرورت کسی دوسرے مذہب سے استفادہ کیا جاسکتا ہے،وغیرہ اختیار فرمائے ہیں۔

فتوی کی ابتداء میں اجمالاً جواب رقم کرتے ہوئے کئی طرح کے عمدہ اسالیب اپنائے ہیں،جو محدث دہلویؒ کی فن فتوی نویسی میں مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے،مثلاًاجمالی جواب میں اہل سنت والجماعت کا اجماع نقل کرنا،مذموم اور قابل شناعت فعل کو غیر مشروع قرار دینے کااسلوب، فقہاءو محدثین کے مختلف فیہ موقف کی وضاحت کا اسلوب، کسی ایک راجح فریق کا موقف اجمالاً ذکر کرنا،صور ت مسئولہ کی بابت پیش کی جانے والی پوری بحث کا خلاصہ بیان کرنا،تمہیدًا شبہ ،جس کی بناء پر یہ سوال ابھرا ہے،کی بنیاد کی وضاحت کرنا ،اثنائے فتوی میں بحث کے کسی ایک پہلو کی وضاحت نقل کرکے نتیجہ

اخذ کرکےمزید تفصیلی دلائل دینے سے پہلے خلاصتاً مختصر جواب تحریر کرنا وغیرہ جیسے اسالیب مسطور ہیں۔

میاں صاحب ؒشاعری کابہت ذوق رکھتے تھے، انھیں سینکڑوں اشعار از بر تھے، ان کے اس ذوق کی جھلک بھی فتوٰی میں نمایاں نظر آتی ہے، جو انتہائی بر محل اور بر موقع ہوتے تھے،اشعار استعمال کرنے کے مختلف اسالیب فتاوی میں مسطور ہیں۔

گفتگو کا حاصل یعنی نتیجہ اخذ کرنے کا اسلوب ماہر فن اور عوام الناس کے ہاں بڑی قدرکی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے،کیونکہ گفتگو کا نتیجہ اخذ نہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے کسی کو کھلے سمند ر میں بغیر کوئی سمت اور راستہ بتائے خزانے کی تلاش میں چھوڑ دیاجائے،یعنی نتیجہ اخذ نہ کرکے اسے تلاطم خیز موجوں کے حوالے کرنا ہے ،اگر تو اسے تیرنا آتا ہوگا اورسمندر میں خزانے کی تلاش کے علم سے واقف ہوگا،تو وہ ضرور تلاش کرلے گا، یعنی ماہرفن اور عقل سلیم کا حامل شخص توضرور اپنے طور پر نتیجہ اخذ کرکے راہنمائی حاصل کرلے گالیکن عامی شخص سمند ر میں غرق ہوجائے گا،مفتی صاحب ؒ نے اس پہلو میں بھی کئی طرح کے عمدہ اسالیب فتاوی میں نقل فرمائے ہیں۔

عقلی استدلال سے بھی بقدر الحاجۃ استفادہ فرمایا ہے،اور اس کیلئے کئی اسالیب اپنائے ہیں ،مثلاً معترض کے اعتراض کی عقلی ومنطقی اعتبار سے تردید کا اسلوب،حدیث کی وضاحت اور تصریح میں منطقی اور عقلی استدلال کا اسلوب، منطقی واصولی بحث سے فتوی کے اختتام کا اسلوب ،باطل فرقہ کا موقف ذکر کرنے کے بعد عقلاً اس کی تردید کا اسلوب وغیرہ۔

اسی طرح لغات،مشہور فقیہ کا مؤقف،معاصر فتاوی کا ذکر،ضمناً مزید مسائل کی وضاحت وغیرہ میں بھی کئی اسالیب فتاوی میں مسطور ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1- الحجر15: 9
2- بہاری،فضل حسین،الحیاۃ بعدالمماۃ،المکتبہ اثریہ،سانگلہ ہل،شیخوپورہ،1989،ص:13-15
3- ایضاً ،ص:1،15
4- ایضاً،ص:24،23
5- ایضاً،ص:24،23
6- ایضاً،ص:24
7- ایضاً،ص:25،24

8 - نوشہروی ،امام خان،ابو یحی،تراجم علمائے حدیث ہند،،ناشر،مکتبہ اہلحدیث ٹرٹ کراچی ، س ن، 136/1
بہاری،فضل حسین،الحیاۃ بعدالمماۃ،ص30
9- بہاری،فضل حسین،الحیاۃ بعدالمماۃ،ص33،34
10- مبارک،پروفیسر،حیاۃ الشیخ السید محمد نذیر حسین دہلوی،اہلحدیث ٹرسٹ،س ن،ص5-2،
الحسني ،عبد الحي بن فخر الدين بن عبد العلي ،الطالبي (م- 1341ھ)، الإعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام المسمى بـ (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر)،دار النشر: دار ابن حزم - بيروت، لبنان،الطبعة: الأولى، 1420 هـ، 1999م،7/908،7/1006)، 7/1026،بہاری،فضل حسین،الحیاۃ بعدالمماۃ، ص29 (حاشیہ)، 36،35،34
نوشہروی ،امام خان،ابو یحی،تراجم علمائے حدیث ہند،مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی،س ن،138/1،137
11- بہاری،فضل حسین،الحیاۃ بعدالمماۃ، ص37،41
12- ایضاً ،ص51،50
13 - ایضاً،ص81-83
14- ایضاً ،ص222
15- ایضاً ،ص233،232
16- ایضاً ،ص277
17- ایضاًص282،281
18- ایضاً،ص152
19- ایضاً ،ص152
20- دہلوی،نذیرحسین،سید،فتاوی نذیریہ،مکتبہ اصحاب الحدیث،حافظ پلازہ مچھلی منڈی،اردو بازار لاہور،اشاعت:جولائی 2010ء،جلد اول
21 - ایضاً ،جلد دوم
22- ایضاً،جلد سوم
23- البقرۃ2: 260
24- المائدہ5: 17
25- آل عمران 3: 26
26- النمل27: 65
27- الاعراف7: 188
28- (انعام6: 68)
29- المائدہ 5: 2
30- البقرہ2: 186
31- النمل27: 62
32- (الرازي ،محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري، أبو عبد الله (م- 606ھ)، التفسير الكبير،227/17)
33- (مریم19: 93)

34- (البغوي ، الحسين بن مسعود ، محيي السنة، أبو محمد (م- 510هـ)، معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي،المحقق: حققه وخرج أحاديثه محمد عبد الله النمر - عثمان جمعة ضميرية - سليمان مسلم الحرش،الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع،الطبعة: الرابعة، 1417 هـ - 1997 م،257/5)

35- (النسفي ،عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين ، أبو البركات (م- 710هـ)، تفسير النسفي (مدارك التنزيل وحقائق التأويل)،حققه وخرج أحاديثه: يوسف علي بديوي،راجعه وقدم له: محيي الدين ديب مستو،الناشر: دار الكلم الطيب، بيروت،الطبعة: الأولى، 1419 هـ - 1998 م،354/2)

36- (البيضاوي ،ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي (م- 685هـ)، أنوار التنزيل وأسرار التأويل، المحقق: محمد عبد الرحمن المرعشلي،الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت،الطبعة: الأولى - 1418 هـ،138/2)

37- (المحلي ،جلال الدين محمد بن أحمد (المتوفى: 864هـ) و السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر (م- 911هـ)، تفسير الجلالين، الناشر: دار الحديث - القاهرة،الطبعة: الأولى ،151/1)

38- دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریه79/1

39 - (البخاري،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله، الجعفي،صحيح بخارى، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر،الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)الطبعة: الأولى، 1422هـ،كِتَابُ التَّوْحِيدِ،بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ} [آل عمران: 28] ،121/9، ح:7405)

(القشيري ،مسلم بن الحجاج أبوالحسن،النيسابوري (م- 261هـ) ،صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي،الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت،بدون تاريخ ، كتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ،بَابُ الْحَثِّ عَلَى ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى ،2061/4،ح:2675)،

(القزويني ،ابن ماجة محمد بن يزيد ، وماجة اسم أبيه يزيد، أبو عبد الله (م- 273هـ)، سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،الناشر: دار إحياء الكتب العربية – بدون تاريخ ،1255/2،ح:3822)

40- (المظهري، محمد ثناء الله،تفسير مظہری، المحقق: غلام نبي التونسي، مكتبة الرشدية – الباكستان،الطبعة: 1412 هـ ، 361/3)

41- الانفال 8: 60

42- البغوي ، محيي السنة ، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء ،الشافعي (م-510هـ)، تفسير البغوي،المحقق : عبد الرزاق المهدي، دار إحياء التراث العربي -بيروت،الطبعة : الأولى ، 1420 هـ،303/2

43- (النيسابوري ، الحسن بن محمد بن حسين القمي، نظام الدين (م- 850هـ)، غرائب القرآن ورغائب الفرقان، المحقق: الشيخ زكريا عميرات،الناشر: دار الكتب العلميه - بيروت،الطبعة: الأولى - 1416 هـ،358/3)

44- دہلوی، نذیرحسین،سید،فتاوی نذیریه،36/1

45- (البيهقي ،أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر (م۔ 458ھ)، الآداب للبيهقي،اعتنى به وعلق عليه: أبو عبد الله السعيد المندوه،الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت - لبنان،الطبعة: الأولى، 1408 هـ - 1988 م،بَابٌ فِي فَضْلِ الصَّبْرِ وَانْتِظَارِ الْفَرَجِ وَالرُّجُوعِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي كَشْفِ الضُّرِّ ،306/1،ح:757)

(البصري ،أبو سعيد بن الأعرابي أحمد بن محمد بن زياد بن بشر بن درهم ،الصوفي (م۔ 340ھ)، معجم ابن الأعرابي،تحقيق وتخريج: عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني،الناشر: دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية،الطبعة: الأولى، 1418 هـ - 1997 م، بَابُ الْبَاءِ،309/1،ح:592)

46- دہلوی، نذیرحسین،سید،فتاوی نذیریہ، 549/1

47- (البخاري،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله الجعفي،صحیح بخاری، كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ ،بَابُ قَوْلِهِ: {يَا أَهْلَ الكِتَابِ لاَ تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ،165/4،ح:3435)

48- دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ، 57،58/1

49- (البخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ،الجعفی،صحیح بخاری، كِتَابُ الرِّقَاقِ ،بَابٌ فِي الحَوْضِ،120/8،ح:6582

50- دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ، 58،59/1

51- دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ،64/1

52- (البخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ،الجعفي ،صحيح بخاری، كِتَابُ التَّوْحِيدِ ،بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ} [القيامة: 23]،127/9،ح:7436)

53- (الترمذي، ،محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، أبو عيسى (المتوفى: 279ھ)، سنن الترمذي، المحقق: بشار عواد معروف،الناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت،سنة النشر: 1998 م ، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ،59 – بَابٌ،248/4،ح:2516)،

(ايضاً، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ ، بَاب مِنْهُ،317/5،ح:3373)،

(ايضاً، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ ،بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ ،315/5،ح:3370)

54 - دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ، 139/1-141

55 - ایضاً286/1-301

56 - ایضاً293/1-295

57- (البخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله، الجعفي،صحیح بخاری، کتاب التہجد،باب، 53/2،ح:1150)

58- (البخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله، الجعفي،صحیح بخاری، كِتَابُ النِّكَاحِ،بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ،2/7،ح:5063)

59 - (البخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ،الجعفي،صحیح بخاری، كِتَابُ الأَذَانِ ،بَابُ إِذَا صَلَّى ثُمَّ أَمَّ قَوْمًا،143/1،ح:711)،

(القشيري ،مسلم بن الحجاج أبو الحسن ،النيسابوري (م۔ 261ھ)،صحیح مسلم، كِتَابُ الصَّلَاةِ ، بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ،340/1،ح:465)

60- دہلوی،نذیر حسین،سید،فتاوی نذیریہ، 273/1

61- (الطبراني،سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم (م۔ 360ھ)، المعجم الكبير، المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي،دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة،الطبعة: الثانية،عدد الأجزاء:25،ويشمل القطعة التي نشرها لاحقا المحقق الشيخ حمدي السلفي من المجلد

13 (دار الصميعي - الرياض / الطبعة الأولى، 1415 هـ - 1994 م)،باب العين، عَمْرُو بْنُ عَوْفِ بْنِ مِلْحَةَ الْمُزَنِيُّ،23/17،ح:35)،

-62 القاري علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي (م۔ 1014هـ)، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان،الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2002م، كِتَابُ اللِّبَاسِ،2782/7،ح:4347)

-63 ایضاً525/1-528

-64 (السِّجِسْتاني ،سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي ، أبو داود، سنن أبي داود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد،الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت۔، كِتَاب الْجِهَادِ ،بَابٌ فِي الْغَزْوِ مَعَ أَئِمَّةِ الْجَوْرِ ،18/3،ح:2532 (م 275هـ)

-65 دہلوی،نذیر حسین ،سید،فتاوی نذیریہ ، 552/1

- 66 ایضاً،555،556/1

- 67 ایضاً ،415/3

-68 ایضاً ، 279،280/3

-69 البخاری،محمد بن اسماعیل،ابو عبداللہ،صحیح بخاری ،کتاب الاحکام،بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً،62/9،ح:7142

-70 دہلوی،نذیر حسین ،سید،فتاوی نذیریہ، 280/2

- 71 ایضاً،81/2

-72 ایضاً ، 149/2

-73 ایضاً، 283/2

-74 ایضاً، 277/2

-75 ایضاً،415/3،414

-76 ایضاً،57-59/1

-77 ایضاً، 404-384/3